

## فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

## سعادت کونین

قسط: ۲

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ

مشہد عظیم میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا نفس اور روح ان سے بھر گیا اور ان کو تفصیل وار میں بیان کرتا ہوں تو ان کو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے کہ تجھ کو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو متخاصمین ہیں تو اس کا کوئی رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے رو برو اور اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً جس وقت تو اس سے سوال کرے اس شے کا جس کے حاصل کرنے کا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور اس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ کے

مشہد عظیم نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلیٰ اسرار عظیمہ حتی امتلات نفسی ونسمتی بها وھا انا اذکرها لک تفصیلا فعض علیہا بنوا جذک اذا اردت ان یحصل لک کمال الملاء الاعلیٰ المتخاصمین فلا سبیل الی ذلک الدعاء وکثر الاطراح بین یدی ربک والسوال منه بجہد عزیمتک وصدق ہمتک لاسیما اذا سالت منه ما کنتم مشتاقا الی تحصیلہ عقلا وطبعاً وکان فیہ تکملک وتکمل الناس ورافۃ بعامة خلق اللہ فاذا رسخت ملکہ الدعاء فیک وعقلت کیف تسال اللہ

زمرہ میں داخل ہو گیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف جہان فرمایا ہے کہ جس کے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اس کے لیے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سا فل سا ہو جائے تو اس کا کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائے جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کے اسماء حسنیٰ کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں ان کا ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن دوسرا مشکل امروں میں کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو مستوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ تبارک و تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جس میں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہات مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل پھرتا اور جس کو دیا اللہ نے نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا بے وضو

بصدق الہمة انخرطت فی سلك الملاء الاعلی وقد اشار سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ذلک حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة او الرحمة او کنا قال ومن اراد ان یحصل له قالملاء السافل من الملائكة فلا سیل الی ذلک الا الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القديمة الی صلی فیہا جماعات من الاولیاء واكثر الصلوة وتلاوة کتاب اللہ و ذکر اللہ باسمائہ الحسنی او باربعین اسما فما هو مشہور فهذا كله رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه سواء بالنسبة الی الفعل والترك ثم یسال الحق باریک و تعالیٰ ان یمین له ما فیہ المصلحة ویجلس متطهرا جامعاً الخاطرة ینتظر

ہو جائے یا جنابت آجائے یا اس کے  
حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں  
اور گناہوں سے جو سننے تو اس کو ایک  
ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لیتا ہے  
اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے  
جبلی طور پر اس سے نہ آتی ہے جب وہ  
طہارت اور نماز اور اطمینان سے ذکر  
کرنے میں مشغول ہوتا ہے ہیئت حاصل  
ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اس کو اچھا  
جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ  
دونوں حالتیں جس کو سمجھتا ہے اور جدا  
جدا معلوم ہو جائیں جیسے بمنزلہ محسوسات  
کے تو وہ مومن ہے بالایمان حقیقی جس  
سے عمارت احسان ہے اس میں کچھ شک  
نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں کیفیت  
حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر  
بسبب لفظ و حرف و خیال کے تو وہ تحقیق  
اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب میں  
مشہد آخر میں نے خواب میں دیکھا تھا  
صفر کے دسویں تاریخ سنہ ۱۱۳۴ ایک ہزار  
ایک سو چوبیس کو مکہ مبارکہ میں کہ گویا  
حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما

الشرح خاطرة الى احد الجانبين  
من اعطاء الله تعالى فهم  
نور الصلوة وبور الطهارة بحيث  
اذا بعد عهده عن الصلوة او تراكت  
عليه الاحداث والجنابات لو امتلات  
حواسه من الالوان المرئية والاصوات  
المسموعة حصلت له هيئة يعقلها  
ويميزها ويتأزى منها ويتنفر  
بجبلته عنها ثم اذا توغل في  
الطهارات والصلوة وجمع الحواس  
في الذكر حصلت له هيئة اخرى  
يعقلها ويميزها ويحسن اليها وينشرح  
بها وكانت الحالتان معلومتين  
متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو  
المؤمن بالایمان الحقیقی الذی یعبر  
عنه بالاحسان لاشك في ذلك ومن  
عرف في ضمن الدعاء والذكر كيفية  
الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور  
من اللفظ والحرف والخيال فقد  
اتي بما يهيمه في باب الاحسان  
مشهد آخر رایت فی المنام  
الليلة العاشرة من صفر سنة اربع

میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھ کو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا تاکہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ سنواریں یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا تھا پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا پھر مجھ کو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاری دار کہ جس میں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی پھر ان کے اوپر رکھی گئی پھر حضرت امام حسینؑ نے اس کو اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پھر مجھ کو اڑھائی پھر میں نے اس کو تعظیماً اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا

**مشہد عظیم تحقیق شریف**

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا

واریعین والف ومائة بمكة  
المباركة كان الحسن والحسين  
رضي الله عنهما نزلا في بيتي  
وبيد الحسن رضي الله تعالى  
عنه قلم انكسر لسانه فبسط الي  
يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي  
رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ثم قال حتى يصلحه الحسين  
فليس ما اصلحه الحسين كما لم  
يصلحه فاخذه حسين رضي الله  
عنه واصلحه ثم ناولنيه فسررت  
به ثم جيئ برداء مخطط فيه خط  
اخضر وخط ابيض فوضع بين  
يديهما فرفعه حسين رضي الله  
عنه وقال هذا رداء جدي رسول  
الله صلى الله عليه وسلم ثم  
البنى فوضعه على راسي  
تعظيما وحمدت الله تعالى ثم  
انتبهت مشهد عظيم  
وتحقيق شريف اعلم ان  
الايمان بما انزل الله تعالى على  
نبيه صلى الله عليه وسلم على

آدمی کا بیٹہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو جس شخص کا ایمان اپنے رب پر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اس وقت کہ بیٹہ پر ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اس کو بھیجے کہ لوگوں کو اس بات کی خبر کر دے اور اس کو بھیج کر خفا کو دور کر دے اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانے کا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھ کر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اس کو بیٹا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اس نے یقین کر لیا ایسے کہ اس کے دل میں اس کے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اس کے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے

ضرین ایمان الرجل علی بیۃ من ربه وایمان بالغیب الذی ایمانه علی بیۃ من ربه فمثله کمثل رجل شهد الامیر حین خلع علی وزیده خلعة الوزارة وولاه امور المملكة وبعثه الی الناس یشیرهم بکذا وکذا وازال الخفاء ببعثه وکلفهم بذلک، فکل هذا بمرئی منه وسمع ابصرته عیناه حین خلع وسمعته اذناه حین قال ودعاه قلبه حین کلف فهذا الحاضر لم یضر وزیر الحضور ولا مبعوثا الی الناس ولكن صار مکلفا علی بیۃ ومامورا مشافهه واما المؤمن بالغیب فمثله کمثل رجل اعمی اخبره بصیر بطلوع الشمس فاستقین به حتی انه لا یجد فی قلبه نقیصا ولا احتمالا ضعیفا ایضا ولكن جزم قلبه انما کنهة ان البصیر اخبره به لا من دون توسط البصیر والکامل من الافراد من

نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیع آنکھوں  
وہ لے کی اور کامل فردوں میں وہ فرد ہے  
جس کو دونوں قسم کا ایمان ہے۔ اس کو  
ارتباط حق ہے پہلے ہی سے جس میں توسط  
نہیں اس ارتباط سے اس پر ترشح ہوتے  
ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے  
اپنے نبیوں پر اس نے ان پر یقین کیا بلکہ  
اطمینان کیوں کہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب  
کے اس ارتباط کی موافق نہیں کوئی اس پر  
فرمان کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کو  
روکے دونوں باتھوں سے سوائے اس  
کے نہیں کہ اس کو اللہ کی حفاظت اور  
محبت اپنے رب پروردگار کے ہوتے وہ  
معلوم کیا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ  
اس سے الگ ہوا تو پھر جسم میں ہی  
نہیں رہتا یہ وہ موافق اس کے محقق بعلم  
الہی ہے اور سوائے اس کے واسطے ہی  
تدلی مقابل عوام کے جس کا کمال ایمان  
بالغیب ہے اور سوائے اس کے واسطے ہی  
شریعت اور سوائے اس کے واسطے ہی  
صادق کا انقیاد پورا ہے اور سوائے اس کے  
صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد  
کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلی قسم

جميع الايمانين فله ارتباط  
بالحق الاول لا يقبل التوسط  
ترشح من هذا الارتباط جميع  
العلوم التي انزلها الله تعالى  
على انبيائه فاستيقن بها بل  
اطمنن وكان على بينة من ربه  
فليس له بحسب هذا الارتباط  
ناموس يحفظه ويمسك ببديه  
وانما حفظ الحق له وعصمته هو  
الذي يمسك ببديه فهو يحس  
بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع  
لما كان مستقره الا  
السفلى وهو بحسبه  
بالعلم الالهي ووراء ذلك له  
تدلى يحذوا حذو العوام كماله  
الايمان بالعيب والانحفاظ  
بالنواميس والجرم بواسطة الخبر  
والانقياد التام للمخبر الصادق  
والمحبة الصادقة له فالايমানان  
متحققان للفرد ولكن عند  
شعشان انوار الايمان الاول قد  
يخفى الثاني وكنت ذات ليلة

کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چمپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تجھ پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علیٰ بینہ کے غالب آگئے اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نہ پایا اس کو پھر سوچا میں نے تو اسے نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا میں اس پر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس کے بعد نہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور سر اور مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور

کرو تحقیق شریف بہت اولیاء کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی معاف کی تمہیں اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت بیان قبلہ گا ہی صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھ سے کہ ان کو بھی یہ الہام ہوا اور انہوں نے اللہ سے دعا کہ کہ مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انہوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور ان کا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونے کا کسی سے جب تک عاقل بالغ ہو کوئی بیٹے انہیں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اس کی تطبیق میں

اصلى التهجذ فى الحجر اذ  
تشعشع انوار الايمان على بينة  
فغلبت وبهرت فتاملت الايمان  
بالغيب فلم اجدہ ثم تاملته فلم  
اجده حتى رايتنى اتجسّر عليه  
واتاسف ثم بعد حين فاطهر هذا  
الايمان واطمئن خاطر فتدبر  
تحقيق شريف الاولياء  
كثيرا ما يلهمون بان الله تعالى  
اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم  
فى الطاعات ان شاؤا فعلوها  
وان لم يشاؤا لم يفعلوه حكى لى  
سيدى الوالد رضى الله عنه عن  
نفسه ان الهم بهذا وانه دعا الله  
تعالى ان يقيم عليه التكليف وما  
اختار الا التمس ولم يكن من  
مذهبه سقوط التكليف عن احد  
من خلق الله مادام عالما بالغا  
فرايته يرى الالهام حقا ويرى  
مذهبه حقا ويتحير فى التطبيق  
واخبرت عن سيدى العم قدس  
سره ان كان يخبر عن نفسه انه

متحیر تھے اور جناب عمومی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ ان کو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اگر جسم سے ڈر کر عبادت کرو تو ہم نے تم کو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کر لیا تم کو داخل کریں گے اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کبھی غصہ نہ کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا الہی میں تیری عبادت کسی شے کے لیے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے اس بات کی طرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی ساقط ہو جاتی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان پر فرمان شریعت ان کے بے اختیار قائم کر دیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اس میں یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے نوامیس کی طرف دیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادات اور نوامیس کو اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جس کے ترک کرنے پر قادر نہیں اور کچھ

الہم بسقوط التکلیف وقبل له ان عبدت خوفا من النار فانا قد اجرناک عن النار وان عبدت طمعا فی الجنة فانا وعدناک ان ندخلک اياها وان عبدت طلبا لرضانا فقد رضينا عنک رضا لاسخط بعده فقال ربی انما اعبدک لا لشیء دونک وکان قدس سرہ یمیل الی ان الکمل یسقط عنهم التکلیف واللہ سبحانہ هو الذی یقیم علیہم النوامیس من غیر اختیارہم وھکذا روی عن کثیر من اولیاء اللہ تعالیٰ والسر فی ذلک عندی ان الانسان اذا انتقل عن الایمان بالغیب بھذہ النوامیس الی الایمان بھا علی بینۃ ووجد ھذہ العبادات والنوامیس فی نفسہ مثل الجوع والعطش مما لا یقدر علی ترکہ ولا معنی لتعلق التکلیف بہ لانھا من الجبلۃ الی جبل علیھا ما سواہ

معنی نہیں اس سے علائکہ تکلیف کے اس لیے کہ وہ تو اس کی جبلت ہے جس پر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر واضح ہو کھلا کھلایا مجمل ہو ترشح ہوتا ہے اس سے اس کے باطن پر خطاب اللہ تعالیٰ کا مطلوب اس کا یہ حالت اجمالیہ اور تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی اور اس نے بعد اس کے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس مقام کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہیں لیکن بعضے ان سے زبان خاص اور مطلوب معلوم سے فائز ہیں اور بعضے ان کے حکم حاکم وقت سے ہیں پہلے متبع موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم متبع مطلق ہیں۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہیں تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے ایام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو تحقیق شریف و مشاہد آخری جاننا

كان هذا السر واضعاً منشرحاً او مجملأ ترشح من ذلك على باطنه خطاب من الحق انما مثاره هذه الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التمس من اختيار وقصد وانما مثل هذه الامور عندى مثل الرؤيا يحتاج الى تعبیرها وانما تعبیر هذا الالهام حصول هذا المقام الذى هو مشار الالهام والحق عندى ان الالهام كله حق ولكن منه الفائض عن لسان خاص ومشار معلوم ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثانى هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى تعبیر فلا بد من استنباط رجل تام المعرفة ومنه مالا يحتاج فتدبر تحقيق شريف ومشاهد آخرى اعلم ان

چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوتِ بہیمیہ کی مضاعف ہو جاتی ہیں اور ملکیت قوتیں قوی اور مستقل ہو جاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے اور یہ کمال کسی وجہوں پر ہے ان میں سے ایک نورِ اعمال ہے اور یہ اس لیے کہ جب قوتِ ملکیت قوتِ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوتِ بہیمیہ مطیع ہو جاتی ہے اور بالکل اس کے تحت و تصرف میں تو ملکیت کو خوشی حاصل ہو جاتی ہے اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ہیئت ملکیت اور یہی قوتِ بہیمیہ ملک کا انتہائے کمال ہے اور جب یہ امر یکے بعد دیگرے کسی بار ہوتا ہے تو جو ہر ملکیت اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہے اور اس نفس کے واسطے یہ خلق و نبات اور تخلیعت اور جبلت ہو جاتا ہے کہ اب تک کبھی اس سے جدا نہ ہو اور ایک ان میں سے نورِ رحمت ہے یہ اس لیے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور

الارواح اذا فارقت اجساد لها ضمحا من القوة البهيمية اشياء وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها نور الاعمال وذلك لان ملكية اذا اوجب الى البهيمية ان تعمل عملاً من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية واجتمعت بشر اسرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب هيئة الملكية وهي غاية كمالها واذ تكرر ذلك مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية وكان خلقاً لهذا النفس وديداً وجبلة لا تنفك عنها ابداً ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان اذا عمل عملاً رضى به الله تبارك وتعالى ورحمه رجله لكونه سبب التفريح الكروب عن الناس كافة او لكونه سبب لنظام ما اراده

اس سبب سے اس پر رحمت بھیجتا ہے  
 اس لیے کہ انسان تمام لوگوں کی سستی دور  
 کرتا ہے یا اس لیے کہ وہ سبب ہوتا ہے  
 اس کے پورا ہونے کا جو اللہ نے خلقت پر  
 تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور  
 نور کی اشاعت یا واسطے ہونے کے اس  
 نفس کے معدد شمار تدلی میں کہ یہ نفس  
 التفات کرے اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی  
 کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو  
 اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ  
 جمع ہوئیں یا ان میں سے ایک اللہ کی  
 رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت نفس  
 کو انشراح ملکی خوش ہوتی ہے بعض ان  
 سے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب  
 کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا  
 خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے  
 یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال بتانے  
 والا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ  
 یادداشت کہتے ہیں تو حاصل ہوتا ہے نفس  
 کو اور دوست ہو جاتا ہے اس کا ایک مکمل  
 بسیط اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اس  
 کو نور یادداشت کہتے ہیں اور ان میں سے  
 نور احوال ہے اور یہ اس لیے کہ نفس

الحق بتدلیہ الی الحق من  
 الهدایة واشاعة النور ولكون هذه  
 النفس معدودة فی عداد التدلی  
 بان التفتت هذه النفس وطمحت  
 بجهدها همتها الی التدلی  
 واندرجت فیہ فعند اجتماع هذه  
 الوجوه الثلاثة او وجود واحد منها  
 یشتمله الرحمة الالهية فیظهر  
 حیثئذ للنفس انشراح ملکی  
 وانبساط ومنها ان النفس اذا  
 ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ  
 او بالمتخیلات کالاشغال القلبیة  
 او بالوهم المحاکی للجبروت  
 وهو الذی یسمیها اکثر اهل  
 الزمان بالیادداشت حصل للنفس  
 وخلص الیها ملکہ بیسط ولون  
 جبروتی وکثیر اما یسمى ذلک  
 نور الیادداشت ومنها نور الاحوال  
 وذلك لان النفس اذا کانت ممن  
 یتعطی لتبدل الاحوال الخوف  
 والرجا والقلق والشوق والانس  
 والهیة والتعظیم وغیرها خالص

جب ہو جاتا ہے ان میں سے جو تیز رو ہیں واسطے بدلنے احوال خوف رجا اور قلق اور شوق اور انس و ہیبت تعظیم وغیرہ کے دوست ہو جاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور وقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اس کو گھیرا نہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اس میں منقطع ہو جاتے ہیں رنگ اور انوار اسماء الہی کے اور اس کو حاصل ہوتے ہیں لطافتیں کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے اور ان نوروں سے روح ہو جاتی ہے مانند ایک آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جس پر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا ٹھری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا جو ہم نے کہا تو جانو کہ جب میں نے زیارت کی شہداء بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور میں ان کے مزاروں سے یکبارگی میری طرف نور چکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں کے آگے ہے یہاں

الی جوہرہا صفا ورقہ قوام فاذا انفکت عن الجسد ولم یخففہا ارادات متجددة انطبعت فیہا الوان اسماء الحق وانوارہ وحصلت لہا رفایق کثیرة وابتهجت بکل رقیقة فہذا حال اکثر الارواح وبتلک الانوار تكون کمرأة ملقاة فی الشمس امتلئت نورا وضوء او کحوض ممتلئ ماء ضریہ نور الشمس فی یوم راكد الريح وقت الهاجرة فاکتسا الماء لون الشمس اذا علمت ما قلناہ وفہمته فاعلم انی لما زرت شہداء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقمت بحیال قبورہم سطعت الانوار من قبورہم الینا دفعة فی اول الامر کمثل الانور المحسوسة حتی ترددت انی ادرکھا بالحس وببصر الروح ثم تأملت فیہا ای النور ہی فوجدتها انوار الرحمة

تک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت میں اور جب میں نے زیارت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ اور جو وادی صفراء میں ہے، اور حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے اور جب میں بیٹھا گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا ان کی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا میں نے سوچا تو وہ نور نور اعمال و نور رحمت دونوں جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپ کی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر

ولمّا زرت القبر الذی ینسب الی ابی ذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصفراء واللہ اعلم بحقیقة الحال وجلست حیالہ وتوجہت الی روحہ ظہرت لی مکمل ہلال الثالثہ فتاملت فیہا فاذا نورہا نور الاعمال ونور الرحمة جمیعاً الا ان نور الرحمة اغلب واطھر وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدکرون ارہاصاتہ الی ظہرت فی ولادته ومشاہدہ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف کان الامر بین هذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتها من قبل

تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل و مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں

مشاہدہ دوسرا بالاجمال جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً یا اس کی صورت پھر ایک اس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کر لیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اس کی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر

الملائكة الموكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورائيت بخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة مشاهد اخرى بالاجمال لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة على صاحبها افضل الصلوة والتسليمات رایت روحه صلی اللہ علیہ وسلم ظاهرة بارزة لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحسن فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامته بالناس فیها وامثال ذلک من هذه الدقیقة وكذلك الناس عامة لا یلهجون بشئ الا بما یترشح علی ارواحهم من علم فیأخذون اما حقیقة واما شجہ فیخبر واحد یتلقاه الآخر بالقبول لما ادرك ادراكا اجماليا ویسمعه ثالث فیؤیدہ بوجه آخر ورابع فیذکر

کرتا ہے ایک صورت مناسب اسی طرح اور یہاں تک کہ اس امر پر لوگوں کی ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے اوروں میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ سمجھ مشہورات عوام کو لیکن تو اس میں ان اسرار کو سمجھ جو وہ بیان کرتے ہیں پھر میں مستوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت و رزاقات میں کبھی تو فقط صورت برد عظمت و بیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس میں بار بار باوجود یہ کہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں نہ جسمانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

شجا مناسباً وھلم جرا حتیٰ یتفق امة من الناس علی ذلک فلیس اتفاقهم فی مثل ذلک سدی فلا تزدّر المشهورات العوام لکن تفتن باسرار ما یلھجون ثم توجھت الی القبر الشامخ المقدس مرة بعد اخرى فبرز صلی اللہ علیہ وسلم فی رقیقة بعد رقیقة فتارة فی صورة مجرد العظمت والھیبة وتارة فی صورة الجذب المحبة والانس والانشراح وتارة فی صورة السریان حتیٰ اتخیل ان الفضاء ممتلئ بروحه علیہ الصلوٰۃ والسلام وھی تتموج فیہ تموج الريح العاصفة حتیٰ ان الناظر یکاد یشغلہ تموجها عن ملاحظة نفسه الی غیر ذلک من الرفائق ورأیت صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الامور یدعی لی صورته الکریمۃ التی کان علیہا مرة بعد مرة انی طامح الی روحانیت

وسلم کو پس مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیاء کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں مشہد دیگر جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہم کو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم آپ کے عطا کے شوقین آئیں ہیں اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عنایت کی اس چادر نے مجھ کو لپیٹ لیا اور ڈٹانک لیا خوب اچھی طرح چھپا لیا اور ظاہر کئے مجھ

إلى جسمانية صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه الصلوة والسلام وانه الذي اشار اليه بقوله ان الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم وأنهم احياء الى غير ذلك ولم اسلم عليه قط الا وقد انبسط الى وانشراح وتبدى وظهر وذلك لانه رحمة للعالمين مشهد آخر لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه وسلم وعلى صاحبيه رضى الله عنهما ثم قلت يا رسول الله افضا علينا مما افاض الله عليك جتناك راغبين في خيرك وانت رحمة للعالمين فانبسط الى انبساطا عظيما حتى تخيلت كان عطافة ردائه لفتني وغشيتني ثم غطني غطة وتبدى لي واظهر لي الاسرار وعرفني بنفسه وامدني

پر اسرار اور شناخت کروائی مجھے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھ کو کہ کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں میں مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اپنے جوہر روح اور عادت نفس و جبلت و فطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہو گئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی وہ تدلی عظیم ہے جس کو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہیں کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء ہے اور رکھنے اس کا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کی طرف اس کا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف پھر جب وہ امر ہو جاتا ہے اور وہ مبعوث

امدادا عظیمیا اجمالیا وعرفنی کیف استمد بہ فی حوائجی وکیف یرد ہو الی من یصلی علیہ وکیف ینبسط الی من الخیری فی مدحہ او الح علیہ فرایتہ علیہ الصلوۃ والتسلیمات قد صار من جوہر روحہ ودیدن نفسہ وجبلتہ وفطرتہ مظہریۃ المتدلی العظیم المنبسط علی وجہہ البشر حتی یکاد الظاہر یتیز من المظہر وھذہ التدلی العظیم ہی الی تدعی عند الصوفیۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ وہی الی یصفونہا بانہا قطب الاقطاب ونبی الانبیاء وکنہا بروز ھذا التجلی فی البرزۃ البشریۃ فلما انعقدت حقیقۃ فی المثال متوجہۃ الی الخلق سمیت حقیقۃ محمدیۃ وقطباً ونبیاً وہی تتحد مع کل من بعث الی الخلق ثم اذا تم امر البعثۃ وتوجہہ المبعوث الی رحمۃ ربہ وادبر

متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت میں یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع ہوں اس روز اور عذر خواہ گنہگاروں کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے مقتضی ہے ان پر اور ان کی ملکیت بسمیہ سے خالص کرنے کو کہ آپ کا وجود ان لوگوں پر رحمت الہی نازل ہونے کا باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے بقائے نوع کے واسطے اور اسی طرح پیدا کی گئی ہے ہر نوع میں وہ چیز جو اسے مفید ہو بروقت پیش آنے کا حاشہ کے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ہیں ان کی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ ہیں بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد ہونا اس کا آپ کے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں

علیٰ الخلق انفکت عنه واما سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان مندرجا فی اصل بعثته ان یکون شہیدا یوم القيامة شفیعاً یومئذ تمہیدا من اللہ للعصاة من خلقه ولطفاً منه بالنسبة الیہم لیخرج منه علیہ الصلوۃ والسلام ہمة عظیمة تقتضی شمول الرحمة ایاہم وخصوص ملکیتہم عن بہیمتہم فیکون معک الرحمة اللہ وجودہ بالنسبة الی اولئک الاقوام وذلك کخلقہ قوی التناسل لیبقی النوع وكذلك خلق فی کل نوع ما یفیدہ عندہ ینویہ النوائب لم یزل صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال متوجہا الی الخلق مقبلاً الیہم بوجہ فذلک کان احق الانبیاء بحلول هذه الحقیقة المثالیة فیہ واتحادہا معہ بحیث لا یتتمیز الظاہر من المظہر

گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا ہی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہور کے:

پہلوں کے آفتاب چھپ گئے + اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلند آسمان پر تاباں رہے گا۔  
اس حقیقت سے آپ کے متحد ہونے کو میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب میں نے اس سے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی حالتِ واحدہ پر کہ وہاں سے آپ کو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہاں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر ایسی برکتیں فاضلہ فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلوموں محتاجوں کی فریاد رسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ میں سے کس مذہب کی طرف مائل ہیں کہ

فكانه عينها لا بطوع عليه  
الانفكاك وهذا حد معاني هذا  
البيت المشهور

افلت شمس الاولين وشمسنا  
ابدا على افق العلى لا تغرب  
فاتحاده بهذه الحقيقة ابصره  
ببصر روحى ولميته الاتحاد  
تفطنت بها ورايته صلى الله  
عليه وسلم مستقرا على تلك  
الحالة الواحدة دائما لا يزعجه  
فى نفسه ارادة متجددة ولا شئ  
من الدواعى نعم لما كان وجهه  
صلى الله عليه وسلم الى الخلق  
كان قريبا جدا من ان يرتفع  
انسان اليه بجهد همته فيغشه  
فى نائبته او يفيض عليه من  
بركاته حتى يتخيل انه ذو  
ارادات متجددة كمثل الذى يهمله  
اغائه الملهوفين المحتاجين  
وتاملته عليه الصلوة والسلام  
الى اى مذهب من مذاهب الفقه  
يميل لا تبعه والتمسك به فاذا

میں بھی وہی مذہب اختیار کروں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر ہیں اس حالت میں علم فروع آپ کی روح مبارک کے عادت میں سے ہی نہیں آپ کی جوہر روح میں علم فروع کی اصل داخل ہے اور وہ عنایت حق ہے نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق اور ان کی اصلاح کی جہت سے اور یہ اصل ہے اور اس کی فرع اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں اختلاف زمانہ کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ اصل ہے اسی واسطے آپ کے نزدیک سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ ہر مذہب محیط و حاوی ہوتا ہے ان امہات و اصول فقہ پر جو دین محمدی میں واجب و ضروری ہیں اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت ناراض نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ و جدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپ کے نہایت غصہ کا موجب ہے اور اسی طرح میں نے دیکھا

المذاهب کلها عنده على السواء ليس علم الفروع في حالة وهذه من ديدن روحه الكريمة انما الداخل في جوهر روحه اصل علم الفروع وهو عنايته الحق بنفوس البشر من جهة اعمالهم و اخلاقهم و اصلاحها وهذا اصل له فروع و اشباح يختلف باختلاف الزمان فالداخل في جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة المذاهب على السواء لا يتميز عنده مذهب من مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من امهات الفقه في الدين المحمدى وان اختلف فلو ان احدا لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن له صلى الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض وهو ان يتفق اختلاف في ملته و تقاتل بين الناس و فساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه و كذلك رايه الطرق كلها عنده

کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپ کے نزدیک برابر ہیں اور اس کے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ غلال مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق و مطلوب ہے پھر اس میں قصور ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پتھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے دل میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپ کے پاس اس طرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند ہو گیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو چھوڑنا شرع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں پس اس سے ٹکنا اس کے نزدیک انفیاد شرع

على السواء كمثل المذاهب  
ويجب التنبيه بعد ذلك على  
نكتة وهي انه رب رجل يكون  
عنده ان النبي صلى الله عليه  
وسلم يختار المذهب الفلاني  
وانه الحق المطلوب ثم يقصر فيه  
فينعقد في قلبه اعتقاداته قصر  
في جنب الله ورسوله فياتي  
رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ويقف عنده فيحد بينه وبين  
النبي صلى الله عليه وسلم بابا  
مسدودا لا ينفتح فيقول هذه  
معاتبه منه عليه الصلوة والسلام  
على تقصيرة والتحقيق انه اتاه  
بصدر ممتلئ مخالفة وانكباها  
فانسد باب الفيض من جهة سوء  
القابلية وقد يزعم الانسان ان  
الخروج عن المذاهب المدونة  
خروج عن ربة التقليد للشرع  
والانقياد لحكم الله وان ليس  
هنالك طريقة مضبوطة غيرها  
فيكون الخروج عنها عنده

سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شہادت جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے رفیق برے دیکھتے ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو ان سے بعض و کینہ رکھتے ہیں پھر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادر متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو اس کینہ سے تلخی چمکتی ہے ان کا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار خبردار اس سے بچنا کہ اس نوراً تم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر روکتے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت کا اور تہہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپ کی بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپ کے کمالات کے اور لوگوں کا آپ کی طرف متوجہ ہونے کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں

مرادفا او ملازمًا للخروج عن ربة الانقياد في فطن بان النبي صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه ايضا على ان الناس يدخلون المدينة المنورة فيرون اهلها على اعمال غير مرضية عندهم اوفى نفس الامر فيبغضونهم ويضمرّون حقدا ثم يدخلون الروضة المقدس ويواجهون فاذا جاء وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانكدر حالهم فايّاك ثم ايّاك ان يصدك من هذا النور الاتم عليه الصلوة والسلام امثال هذه الامور ورايته عليه الصلوة والسلام لابسا لباس العظمت والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب تعدد کمالاته وتوجهه الناس اليه باستعداداتهم وامدنى عليه الصلوة والسلام في

میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اس کی  
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت  
ہے اور مجھ کو قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھ  
کو امام اور اچھا فرمایا، میری طریقہ اور  
مذہب کو اصلاً و فرماً لیکن سب کے واسطے  
نہیں بلکہ واسطے خاص خاص لوگوں کے  
جن کی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط  
پر کہ وہ سبب اختلاف اور زد و کشت کا نہ  
ہوں پس اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا  
اسے جو ہمارا مذہب اصلاً و فرماً اختیار  
کرے اور ہمارے طریقہ سلوک پر پلے پھر  
میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے  
مسائل مبادی وجود اور مراتب جود اور فنا  
اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ  
ہیں اس تدلی مذکور کی طرف پس جب میں  
چاہتا تھا کہ پوچھوں تو میرا استغراق آپ  
کی کیفیت حال کے دریافت میں مجھ کو  
روک دیتا تھا اور مجھ کو سکھایا آپ نے کہ  
آپ کے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے  
سوال کروں اپنی اس زبان سے جو ملا اعلیٰ  
کی طرف ہے پھر مجھ کو نور نے لپیٹ لیا  
پھر سوال کیا پھر لپیٹ لیا پھر سوال کیا  
غرض اسی طرح پھر اس وقت میں منتظر

ذلک المجالس امدادا اجمالیا  
تفصیله المجددیة والوصایة والقطبیة  
الارشادیة واعطانی قبولاً وجعلنی  
اماماً وصوب طریقتی ومذهبی اصلاً  
وفرعاً لاجمع الناس بل الناس  
مخصوصین فطرتهم فطرة  
التحقیق بشرط ان لا یکون سبباً  
للاختلاف والتقاتل فهذه النکة  
یجب ان ینبه بها کل من اخذ  
مذهبنا اصلاً وفرعاً وطریقتنا  
سلوکاً ثم اردت ان اساله عن  
مسائل مبادی الوجود ومراتب  
الجود والفناء والبقاء فاذا هو  
علیه الصلوة والسلام متوجه  
بالکلیة الی التدلی المذکور  
فکلما اردت ان اساله منعی  
استغراقی فی کیفیة حاله عند  
سواله وعلمنی ان اجلس بین  
یدیہ فاسال ربی بلسانی الذی  
حذو الملاء الاعلی ثم اتلفع  
بنوره جدا ثم اسال ثم اتلفع ثم  
اسال وهلم جرا فعند ذلک  
یختلط سوالی وهمته العلیا

ہو گیا میرا سوال اور آپ کی ہمت بلند پیر  
تیر نشانہ پر پہنچ گیا اور دیکھا میں نے آپ  
کی صورت کریمہ کو محفوظ حالت و اندہ پر  
اور یہ کہ آپ محل راز و کثیر الامت اور  
نگاہان اور ظرف تدلی مذکور کے ہیں جس  
حال میں کہ لباس عظمت پہنچے ہوئے  
لوگوں کی طرف متوجہ ہیں اور اس میں  
قبول اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ  
اس کی انتہا نہیں دریافت ہو سکتی پس  
جس وقت متوجہ ہو آپ کی طرف کوئی  
انسان اپنی کوشش ہمت سے اور میری  
مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ  
جو اولوالعزم کسی شے کا مشتاق اور آپ کی  
طرف متوجہ ہو اس شے کے قصد اور شوق  
سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اس کی طرف  
اور یہی رد سلام اور اجابت درود ہے یعنی  
حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ کے  
انسان کو ایک حالت کہ شبیہ ہے قصد  
متجدد کے اور میں بتاؤں تجھ کو ایک سر  
عظیم اور وہ یہ ہے کہ اس رسم مبارکہ کو  
تدلی کے ظرف بنانے میں یہ حکمت ہے  
کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور  
جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ  
جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی رسم کے توسط

فیصیب انہم المعری ورايته  
مستقرا علی حالة واحدة من  
حفظ صورته الکریمہ وکونه عیبة  
وکرشا وقایة ودعاء لتدلی  
المذکور متوجها الی الخلق  
لابسا لباس عظمت وفیہ من  
المقبول والجذب والالفة مالا  
یحصى ولا یدرک انتہاء فاذا  
توجه الیہ انسان بجهد همته ولا  
ارید الانسان العالی اللہم فقط  
بل کل ذی کبد یشتاق الی شیء  
ویتوجه الیہ بقصدہ وشوہ فانہ  
بتدلی الیہ وهذا رد السلام  
واجابة الصلوات یعنی یحصل  
بسبب صنع هذا الانسان حالة  
شیہة بالقصد المتجدد وانا  
اعلمک سرا عظیمیا وهو ان  
الحکمة فی جعل هذه النسمة  
المبارکة رعاء للتدلی ان یتقرب  
الحق جدا الی اهل الارض والی  
سفلتهم ایضا وکان هذا الجود لا  
یتم الا بتوسط النسمة ورايته

سے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے، اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپ کی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپ کو ظاہر فیض صحبت پہنچانے والا مانند مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضت میں اور میں آپ کے حضور میں ہوں اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد ﷺ عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ وہ حق کی طرف سے ہے یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے اور کمالوں میں سے اور اسی واسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک وصول ہی تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے سے اور اس کو شعار اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کی طرف وصول اللہ ہی کی طرف وصول ہوا۔ بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہے واللہ اعلم۔

مشہد آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث شریف کے

علیہ الصلوٰۃ والسلام ینشرح انشراحا عظیما لمن صلی علیہ ومدحه ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم بارزا مفیضا فیض الصحبة کمثل المشائخ الصوفیة فی مجالس الافاضة وانا بین یدیہ وکل ما علمنا ک مشہد واحد من مشاہدہ وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجیب لا اشک انه من افاضة الحق ان الحج کمال تام من کمالات ولذلك ینظہر فی قلوب الحجاج ابتہاج بانفسہم ویتحجج و سر المسئلة ان الوصول الی اللہ تبارک وتعالیٰ هو الکمال ولما تدلی الحق الی الحق بنصب الکعبہ شعارا من شعائره کان الوصول الیہا هو الوصول الی الحق بحسب المسافة فالوصول الی اللہ علی وجہ والوصول بالمسافة ینتہی بالحج واللہ اعلم۔

مشہد آخر سالتہ صلی اللہ علیہ وسلم عن معنی

معنی دریافت کئے جو آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب و گل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی تھی پھر میں ملا انجناب سے جہاں تک میں قدرت رکھتا تھا اور آپ کی صورت مثالیہ کے قریب پس آپ نے دکھائی اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھ کو کیفیت اس عالم میں آنے کی عالم مثال سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ کس طرح ان پر افاضہ ہوئی نبوت حضرت تدبیر سے مقابل اس کے جو لے آپ کو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں اولیاء کی اور یہ کہ کس طرح ان کو لے علم اور معرفت بعد اس کی تو مجھ کو حال معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں ظرف بن گیا اس چیز کا جو مجھ کو ملا صورت شمالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپ نے اس افاضہ میں چاہا میں اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جانا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تدلی عظیم جس طرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت

قوله "كنت نبيا و آدم منجدل بين الماء والطين" وما كان هذا السؤال بلسان المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحي شوقا وتروعا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما اقدر فامتلات منه بصورة مثالية فارانى صورته الكريمة المثالية بل ان يوجد في عالم الاجسام ثم ارانى كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم المثال وارانى اشباح الانبياء المبعوثين وكيف افيض عليهم النبوة من حضرة التدبير حذو ما افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة وارانى اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم والمعارف بعده فوضح لى الامر واستبان ووعيت عنه ما افاض على من صورة المثالية وفطنت بما اراد فى تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت اعلم ان الله تبارك وتعالى تدليا عظيما متوجها الى الخلق به يهتدون

پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی ہر ایک دراز زمانہ میں شان ہے کہ خلقت کی طرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسی سے مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر ونہی اور شریعت کے ساتھ بس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت ہے جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علوم و معارف پھر اس ظہور کے مناسب ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ جانیں کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اس کے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول اللہ سے استنباط کر سکتے ہیں تو ان کو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور ان کی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تو وہ لوگ حکمائے محدث اہل حکمت رہانی ہیں تو دونوں فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار رسول کہ اس کو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم

والیہ یلجأون وهذا التدلی له فی کل برهة من الزمان شان فیبرز الی الخلق برزة بعد برزة وکلما یبرز برزة ظہر فی العالم عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الی الخلق بالامر والنهی والتکلیف فالرسول وما اتی به عنوان وتلك البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظہر فی الناس وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم یعلموا انها فائضة منها وانها تناسبها والذین ظہر علیهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن اعتنوا بالاستنباط من کلام الرسول فهم الاحبار والرهبان وان كانوا ممن لا یعتنون بذلك وانما همتم اخذ العلم من الله تبارک وتعالیٰ فهم الحكماء المحدثون اهل الحکمة والریانۃ فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا او لم یعلموا وهذه هی المنة العظمی لا اخبار الرسول فانه لا یسمعه الا قوم دہن قوم

علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریت نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو پیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ کی پیکر مثالی بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونے کو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے پس منطبق ہو گئی اس پر از روئے شبیہ کے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی سابق عنایت سے ہے ان پر اور لوگوں پر تاکہ پایا جاوے ایسا مدگار کہ معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی شریعت کے منقہ کرنے والا اور واسطے ہٹا دینے کے ان سے امراض فاسدہ جب ان کو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت پس یہ معنی ہیں آدم سے پہلے اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کے طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنے والا کوئی تفریط کرنے والا تو تدبیر الہی نے چاہا کہ ان کے کام میں اعتدال آجائے تو منطبق ہوئی تدلی ان

فلما اراد الله تعالى ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا لنوع البشر فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب بالاجسام فهيكّل نبينا صلى الله عليه وسلم اى هيكله المثالى امكن من نفسه لانطباق هذا التدلى بحسب برزة من البرزات فانطبق عليه شبها من انطباق الكلى على الجزئى وذلك لسابق عنايته الله به والناس ليوحد لهم غياث يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد تشريع عليهم وذبدوى فاسده عنهم اذا احتاجوا الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله عليه وسلم نبينا قبل تسوية آدم عليه السلام ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرائقهم فمن مفرط من مفرط اقتضى التدبير ﷺ ان يسوى امرهم فانطبق التدلى على رجل من طولاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه وبرز ببعثه برزة

شخصوں میں سے ایک شخص پر اور وحی کی اس پر وہ باتیں جس میں اس کی قوم کی صلاح و درستی ہو اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس اس شخص پر اس نبی کا وہی وجود بشری ہی منطبق ہے اور بیشک وہ مثال میں حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اس کے پس افاض کیا جاتا ہے وہ جس کی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا، حکایتاً نہ تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و سدید کر دیا اور پہلے تدلی کا بروز مثال کے لباس میں نہ تھا اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد میری یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب ظہور اس تدلی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پر ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے پھر جس کو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الہی یا کمال تو اس کا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ما من البرزات فانما المنطبق عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض استعداد له واما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم في الخارج بروز بيروزه برزة من برزات التدلي وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة مثاليته فتلبست البرزة لباس المثال وسد الافاق وما كان التدلي قبل بارزا بلباس المثال وان كان نفس المثال لا بد منه في الوجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة والسلام واما بعد فامتلا الجو وامتلات السموات والارضون بالهيكل المثال للتدلي وما من آخذ علما او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه القريب هذا الهيكل المثلي علم او جهل فكان عليه الصلوة والسلام خاتم النبيين

خاتم النبیین اور مستقطع ہو گئی آپ کے بعد نبوت اس لئے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث مانند عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تم کو معلوم ہو گیا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیاء کو فیص اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت ﷺ ہے اور مجھ کو تمیز نہیں ہوا کوئی ان اشخاص میں سے اس راز کا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ ان کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ اعتقاد و ضعیف کے اعتقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسی واسطے آپ کے بعد نہ ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور مستقطع ہو گئی، نبوت بالکل اور افاضہ ہوئی علوم اور معرفتیں اچھی طرح اس واسطے کہ وہ اکثر طور پر منعقد تھے مثال میں۔

وانقطعت النبوة بعده لا حقيقة عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبیین وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض عن حضرت التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء فانما ياخذون عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك الاشخاص عن السر ابراهيم عليه السلام فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا اضعف من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر التدلي ببعثة برزة روحية ظهورا اضعف من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبى ولا محدث الا في مسمى لنا تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راستا وافيضت العلوم والمعارف فيضانا ثجاجة لانها في الاكثر منعقدة في المثالى.

تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کندہ بن و سرود طبع و بہائم سیرت ہوئے کسی نے اس وقت لاتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرات طبعی والہی ان کو حاصل ہوئے، مگر شاذ و نادر کو باوجود یہ کہ عمریں بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی، بڑھتی گئی یونان و روم و فارس و ہنسی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں ہو گئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہو گئے اور فنون ادبیہ اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جن کی انتہا ہے نہ حد میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور زمینیں پرہیں اور اس کی

تحقیق شریف فان قلت ما الحکمة فی کون الناس فی الزمن الاول بعد آدم علیہ السلام ما یلین الی جهود القریحة و خمود الطبیعة مغلدین الی الاحکام البہیمة یستنبط حینئذ من الارتفاقات الا القلیل ولا من العلوم المحاضرة الطبیعة ولا لہیة الا القلیل النادر مع طول اعمارهم و کثرة امعانهم و خوضهم ثم لم یزل من بعد ابراہیم علیہ السلام یزید قلیلا قلیلا فی اليونان والروم و الفارس و ہنسی اسرائیل و المغرب و العراق و العرب حتی وجد سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبع بعده العلوم شجا و نبع منهم العلوم الحکمة و الفنون الادبیة و المحاضرة و العلوم الشرعیة بحیث لا انتہا لہا ولا ارجا قلت ان للہ تبارک و تعالیٰ تدلیا عظیما امتلاء منه السموات و الارضون و حقیقة معرفتہ

حقیقت شخص اکبر کا اپنے رب کو پہچانا ہے پس جب اُس نے اپنے رب کو پہچانا جیسا اس کے پہچاننے کا حق تھا اور اس کا تصور کیا جیسا چاہیے اس کا تصور کرنا تو اس کے مدد کے میں ایک صورت عالیہ متشکل ہو گئی جو یاد دلانے اللہ تبارک و تعالیٰ کا جلال و عزت جو اس کے شایان ہے اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر منطبق ہے اور اس کی پوری طور پر یاد دلانے والی اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھی اس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور زوئیدگی اور حیوان اور انسان میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہیں ساتھ انمفاظ اپنی نفس کے۔ پھر جب پائے گئے معاون اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک ان میں محفوظ تھے اور نہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اس کے طبائع کے اور طبیعت کلیہ مع اپنی قوا

الشخص الاکبر بریه فانما لما عرف رب حق معرفته وتصوره کما ینبغی من تصویر ارتسمت فی مدرکتہ صورة شافخة تحکی جلال الله وعزه علی وجهه وهذه الصورة دائمة ما دام الشخص الاکبر وهی متطبقة علی الله وحاکية له اتم حکایة ووفقها بما فی نفس الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبيعة الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فیها کان تحفاظ الطبيعة الارضية فی المعدن والنبات والحيوان والانسان وكانت خواصها ومقتضياتها وقواها ایضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات والانسان كانت طبائع العناصر والافلاک محفوظة فیها ولیست هذه الا کالمرایا لظهور خواص الافلاک

کے افلاک و عناصر میں محفوظ تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور بنیاد تحقیق میں اپنے رب کے معرفت تھی مگر بہت سے پردوں اور حجابوں میں اس واسطے کہ لوح نفس انسان سرایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طابع امہات و مولدات سے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتوں کے ناقص ہو جاتی ہے، صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اس کو پکڑے اپنے رب کو پہچان لے پس وہی حجاب ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ حقیقت المتائن پر اور جان لیا اس نے انفسار تدلی کا جو طبیعت کلیہ اور اس کے اجزاء کی طرف ہے، تو اس کے نزدیک اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک چراغ روشن جو شیشہ کی قندیل میں ہو کہ کل حجاب نور اصل سے اور اس کی روشنی سے روشن منور ہو گئے اور وہ حجاب اس کو معرفت الہی میں مفید ہو گئے نہ مضر اور جس شخص کو نصیب نہ ہوا تنبہ حقیقت

وحرکاتہا والنعاصر وطبائعہا وکانت طبیعۃ کلیۃ بما معہا من البقوی محفوظۃ فی الافلاک والنعاصر فکل فرد من الانسان فی جذر فوادہ جوہر نفسہ واسر تحقیقہ معرفۃ برہہ الا انها فی حجب کثیرۃ اذ لوح نفس الانسان عرضۃ لظہور حکم کل طبیعۃ من طبایع الامہات والمؤمنات وبقدر انطباع تلک الصور ینتقص صفائہا ویختفی حکم نقطۃ التدلی الذی ہو الحبل الذی من تمسک بہ عرف ربہ فتلک الحجب المتراکمة بعضہا فوق بعض فمن رزق التنبہ بحقیقۃ الحقائق وعرف انفسارہا الی الطبیعۃ الکلیۃ واجزائہا فمثل نور اللہ عندہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجة الآیۃ استنارت الحجب کلہا بنور الاصل واستضاءت بضوہ وکانت لہ فی معرفۃ لا علمیہ ومن لم یرزق التنبہ لہا لم

المفاتیح پر اور اس نے نہ جانا اس کے  
انفسار کو تو اس کی سنت تاریکیوں کی  
مثال ایسی ہے جیسے ایک گھر سے دریا کی  
اندھیریاں تھپیڑے مارتی ہے اس کو لہر  
پر لہر اور اس کے اوپر ابر ہے جب یہ  
تہید ہوئی تو جان لونا چاہیے کہ معدات کے  
شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور  
اُس کے آثار اور جس قدر کہ اعداد بہت  
ہوں گے اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر  
ہوگا اور معدات میں سے ملاہ اعلیٰ پورے  
ہیں اور میری مراد اس سے فقط فرشتے  
نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہہ  
ہیں اس سے جس وقت ان کے بدن  
کشیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو  
جب کوئی کاملین میں سے مرجاتا ہے تو  
عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہو گیا  
خدا کی قسم وہ گم نہیں ہوا پس ہر ملاہ اعلیٰ  
کے ہر سردار کو حجاب متر اکمہ قطع کرنے  
اور اس تبدیلی کی طرف پہنچنے کی توفیق نہ  
دی جاتی ہے۔

يعرف انفسارها فمثل ظلماته  
المتراكمة كظلمات بحر لجي  
يفشاه موج من فوقه موج من  
فوقه سحب الآية واذا تمهد هذا  
فاعلم انه بقدر اعداد المعدات  
تظهر هذه النقطة وآثارها وكما  
كان الاعداد اتم واوفر كان  
ظهورها اصرح وابين ومن  
المعدات الملاء الاعلى ولست  
اعنى بهم الملائكة فقط بل  
اعظمهم واشبههم نفوس الكامل  
حين طرحت عنها جلايب ابدانها  
الكثيفة فكل من مات من  
الكامل يخیل الى العامة انه فقد  
من العالم ولا والله ما فقد بل  
تجوهر وقوى فكل سيد من  
سادات الملاء الاعلى يوفق  
لقدح الحجب المتراكمة والوصول  
الى هذا۔